Al-Mahdi Research Journal
Vol. 3, No. ` (Jan-March 2022)
ISSN (p): 2789-4142 ISSN (e):2789-4150

پاکستانی خواتین کے حق میراث سے محرومی کے اسباب

Reasons for Deprivation of Inheritance Rights of Pakistani Women

Badar Munir

Former HOD, Department of Islamic Studies, Radiant Secondary School, Rawalpindi.

Email: badar2566.bm@gmail.com

Abdul Khaliq

M.Phil Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

Abstract:

Islam is the first religion to inherit the rights of men as well as women, although the objective conditions of the Arabian Peninsula at that time were outdated regarding women and did not hesitate to bury girls alive. In such an environment, one of the virtues of Islam's parallel economic system is that women's rights have been given financial protection, but unfortunately in our societies our sister daughter is practically deprived of these rights as stated in the verses of Qur'an and in the instructions of the Prophet. Islam claims that women are entitled to inheritance while society is forcibly depriving them of their rights. I will shed light on the causes, treatment and harmful effects in the coming article.

Key Words: Islam, Man, Women, Inheritance, Society

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مردوں کے ساتھ عورتوں کے حق وراثت کو واضح طور پر بیان فرما دیا تاکہ کوئی اس کے حقوق کو پامال نہ کر سکے اور بحیثیت بیٹی، بہن، بیوی، ماں ہر رشتے میں اسے وراثتی حقوق عطا فرمائے جس سے اس کی معاشی کفالت اور شخصی آزادی کو نمایاں کرنا مقصود تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے خواتین کو وہ مثالی حقوق دیئے ہیں جو آج تک کوئی تہذیب یا مذہب اسے نہیں دے سکا۔ لیکن موجودہ مسلم معاشرے میں مختلف تہذیبوں سے ملاپ کی وجہ سے وہی جہالت اُمڈ آئی ہے جو کہ اسلام سے پہلے تھی اور وراثت کی تقسیم کے حوالے سے احکام الٰہی کو نظر انداز کر کے ہمارے معاشرے میں بہنوں اور بیٹیوں کو عملاً ان کے حق وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اور جہیز کے نام پر چند برتن اور کچھ سامان دے کر بہنوں اور بیٹیوں کو ان کے حصے کی جائیداد سے محروم کرنے کی روایت مسلم معاشرے میں عام ہو چکی ہے جبکہ اس بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا﴾ (1)

ترجمہ: ہر ایسے مال کے لیے جس کو والدین اور رشتہ دار چھوڑ جائیں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ (2)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو۔

مذکورہ بالا واضح احکامات کے باوجود آج کے جدید مسلم معاشرے میں دور جاہلیت کا رنگ غالب نظر آتا ہے جس کی وجہ سے اکثر میراث کے حقداروں کو ان کی میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے نا صرف خواتین اور بچوں کو بلکہ پورے خاندانی ڈھانچے کو مضر اثرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اسلامی قوانین وراثت میں قطعی طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ ورثاء میں بیٹی کو بھی ضرور حصہ دیا جائے گا بلکہ تقسیم میراث کے قانون میں اصل بنیادی اکائی بیٹی کو ہی قرار دیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ (3)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اس قدر واضح احکامات کے باوجود عہد حاضر میں مسلم معاشروں میں بیٹیوں، بہنوں اور بیویوں اور بیواؤں کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھنے کے لیے طرح طرح کے طریقے اور ہتھکنڈے آزمائے جاتے ہیں۔ عورت مرد کی طرح طاقتور نہیں ہوتی کہ وہ اپنا حصہ زبردستی لے سکے لہذا قانونی و شرعی طور پر وارث ہونے کے باوجود اسے اپنے حصے سے محروم رہنا پڑتا ہے۔

ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی 85 فی صد عورتیں وراثت سے محروم رہتی ہیں صرف 10 فی صد عورتوں کو ان کا شرعی حق ملتا ہے یا وہ خود حاصل کرتی ہیں۔ بقیہ تمام عورتوں کو حیلے بہانوں سے جائیداد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ان سے حق بخشوا لیا جاتا ہے یا ان کی جائیداد مرد اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں۔ (4)

خواتین کی اس محرومی کے چند اسباب حسب ذیل ہیں:

1۔حرص اور حب مال

خواتین کو حق وراثت سے محروم کرنے کا سب سے بڑا سبب انسانی لالچ و حرص ہے۔مال کی محبت وہوس میں انسان اندھا ہو جاتا ہے اور انسان کی اس فطرت کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾[5]

ترجمہ:اور میراث کا سارا مال جمع کرکے کھاجاتے ہو اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس روش کا ذکر کرکے اسے متنبہ کیا ہے کہ مال کی ہوس نے تمہیں اس قدر اندھا کرر کھا ہے کہ دوسروں کا مال میراث سمیٹ کر کھاجاتے ہو اور اپنے انجام کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔

صاحب ضیاء القرآن نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"اگر انسان غور کرے تو مال کی یہ مجنونانہ خواہش ہی ہزاروں خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔اگر لوگوں کے دلوں سے اس کی یہ بے محابا چاہت ختم ہو جائے تو جرائم کا دائرہ بہت محدود ہو جائے اور مظالم کی یہ شدت بھی باقی نہ رہے۔یہ طریقہ کار صرف زمانہ جاہلیت کے ساتھ ہی مخصوص نہیں۔آج بھی اکثر لوگ جن کو اسلام کے بتائے ہوئے نظریات پر پورا یقین نہیں۔وہ سب اسی چکر میں سرگرداں ہیں"[6]

حق تو یہ ہے کہ بڑھتی ہوئی دینی تنزلی کے ساتھ ساتھ مادی منفعت کی حرص آج مسلمانوں کو احکام شرعیہ سے دور کرکے تخریبِ آخرت کی راہ پر چلارہی ہے اسی لیے عصر حاضر کے مسلمانوں میں اتنی دینداری نہیں ہے کہ وہ اپنے ذاتی نفع ونقصان سے بالاتر ہو کر اتباع شریعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر بخوشی ورغبت اسلامی قانون میراث کے مطابق ورثاء میں ترکے کو تقسیم کریں بلکہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ شرعی قانون وراثت جاری ہی نہ ہو نتیجتاً خواتین کو ہی خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے کیونکہ انہیں ہی ان کے حق وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے۔میراث میں اکثر خواتین اور کمزوروں کا ہی حق تلف ہوتا ہے۔اسی لیے نبی مکرم ﷺ نے بھی خواتین اور یتیم بچوں کے مال سے بچنے کی تاکید فرمائی کیونکہ یہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنا حق وصول نہیں کرسکتے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

((أُحَرِّجُ مَالَ الضَّعِيفَيْنِ: الْمَرْأَةِ وَالْيَتِيمِ))[7]

ترجمہ:میں تمہیں دوضعیفوں عورت اور یتیم کا مال کھانے سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے اتنی تاکید اور وعید کے باوجود موجودہ عہد میں وارث کا حق ساقط کرنے اور ان کے حصے پر قابض ہونے کے لیے مختلف حیلے اختیار کیے جاتے ہیں۔بسا اوقات لالچ و حرص مال میں مبتلا ہو کر انسان تقسیم وراثت میں ایسی تبدیلی کرتا ہے کہ جس سے دوسرے حصہ داروں کی بہ نسبت اسے زیادہ منفعت پہنچے یا وہ ان کے مقابلے میں عمدہ مال ہتھیالے یا پھر کسی طرح پوری جائیداد پر ہی قابض ہو جائے۔جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے احکام وراثت بیان فرماتے ہوئے انسان کو یہ یاددہانی کروائی ہے کہ تمہارا حقیقی خیر خواہ اور ہمدرد صرف اللہ ہی ہے اور تمہارے مفاد کو وہ علیم و حکیم ہی جانتا ہے۔اور تمہیں اس کا ادراک نہیں ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾(8)

ترجمہ:تم لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تمہارے والدین اور تمہاری اولاد میں سے کون قریب تر ہے۔یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"یہ جواب ان سب نادانوں کو ہے جو میراث کے خدائی قانون کو نہیں سمجھتے اور اپنی ناقص عقل سے اس کسر کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو ان کے نزدیک اللہ کے بتائے ہوئے قانون میں رہ گئی ہے۔"(9)

سید اصغر حسین رقمطراز ہیں:

"عقول انسانی ہزار بلند پرواز کریں لیکن اس احکم الحاکمین اور حکیم مطلق کی مصالح اور حکمتوں کی برابری نہیں کر سکتیں"(10)

قرآن وحدیث میں تقسیم وراثت کے واضح احکامات موجود ہیں اور مال میراث کی تقسیم نہ کرنے پر جہنم کے دائمی عذاب کی وعید بھی اللہ تعالیٰ اور نبی مکرم ﷺ کی طرف سے سنائی گئی ہے اس کے باوجود ہمارے معاشرے میں تقسیم میراث کا رواج ہی نہیں، والد کی وفات پر بیٹے مالک بن جاتے ہیں، بھائی اپنی بہنوں کو والد کے ترکے میں سے ان کا حصہ نہیں دیتے۔نہ بیوی کو میراث ملتی ہے نہ ہی ماں کو، اور نہ ہی نابالغ بچوں کو ان کا حصہ دیا جاتا ہے۔

2۔جائیداد کو خاندان سے باہر جانے سے روکنا

خواتین کو ان کے حق وراثت سے محروم رکھنے کا ایک سبب جائیداد کو خاندان سے باہر جانے سے روکنا بھی ہے اور اس کے لیے انتہائی شرمناک اور گستاخانہ فعل کا ارتکاب صوبہ سندھ کے بعض علاقوں میں کیا جاتا ہے۔ جائیداد کو خاندان سے باہر جانے سے روکنے کے لیے لڑکیوں کی شادیاں قرآن مجید سے کر دی جاتی ہیں۔ جس کے بدلے ان سے نکاح کا حق بخشوالیا جاتا ہے اور وہ ساری عمر راہبانہ طرز زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک قبیح اور قابل مذمت فعل ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے جو کتاب ہدایت ہے۔ ایسا کرنا غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

اسی طرح اکثر و بیشتر لڑکی کی شادی اس کی رضامندی نہ ہونے کے باوجود چچا و تایا وغیرہ گھر کے کسی مرد سے کر دیتے ہیں تاکہ وراثت تقسیم نہ کرنی پڑے اور بیٹی کو اس کے باپ کی جائیداد میں سے حصہ نہ دینا پڑے۔ جاگیر دار اور زمین دار تو حیلے بہانے سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں خاندان سے باہر کرتے ہی نہیں کہ اس طرح سے کہیں جائیداد خاندان سے باہر نہ چلی جائے اور پھر ان کی دیکھا دیکھی عام لوگوں نے بھی بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا شروع کر دیا ہے۔ (11)

پروفیسر ثریا بتول علوی پاکستانی معاشرے کی صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"پاکستان میں جاگیر دار، زمیندار اور وڈیرے عموماً اپنی لڑکیوں کی شادیاں خاندان سے باہر کرتے ہی نہیں کہ اس طرح کہیں جائیداد خاندان سے باہر نہ چلی جائے اور سندھ میں وڈیرے اپنی جائیداد بچانے کی خاطر اپنی بیٹیوں کی شادیاں قرآن سے کر دیتے ہیں۔ اس طرح عملاً وہ ساری عمر کنواری بیٹھی رہتی ہیں" (12)

3۔ جدی پشتی جائیداد کی تقسیم سے گریز

زمیندار لوگ حصہ دینے سے بچنے کے لیے زمین کو تقسیم در تقسیم ہونے سے بچانے کا عذر پیش کرتے ہیں مرد حضرات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ باپ دادا کی جائیداد کی تقسیم کرنا مشکل کام ہے۔ بیٹیوں کو اگر جائیداد میں سے حصہ دے دیا جائے تو ان کے خاوند جو غیر بھی ہو سکتے ہیں ان کے علاقے یا گاؤں میں آ کر زمین کا انتظام سنبھال لیں تو اس سے علاقے کے سماجی اور سیاسی توازن میں ہلچل پیدا ہوتی ہے۔

معاشرے میں ایک یہ رواج بھی عام ہو گیا ہے کہ مدتوں وراثت تقسیم نہیں کی جاتی اور اسے مشترکہ ہی رہنے دیا جاتا ہے۔ میت کی زندگی میں جو جس چیز پر قابض ہوتا ہے وہ اسی کے پاس رہتی ہے۔ جائیداد کے جملہ معاملات کا اختیار کسی زبردست اور بڑے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض جگہوں پر باپ کی وفات کے بعد جائیداد سمیت گھر کے تمام امور بڑے بھائی کی زیر نگرانی آ جاتے ہیں اور وہی سیاہ و سفید کا مالک بن جاتا ہے اور جائیداد ورثاء میں تقسیم نہیں کی جاتی اور اس صورتحال کا نقصان سب سے زیادہ خواتین کو ہوتا ہے۔ بیٹیوں، بہنوں، بیواؤں کو تو مطلقاً ان کے حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اپنا مال ہونے کے باوجود انھیں دوسروں کے رحم و کرم پر رہنا پڑتا ہے۔

4۔ جہیز وراثت کا نعم البدل

بعض لوگ لڑکیوں کو ان کی شادی کے موقع پر جہیز کے نام سے طے شدہ رقم اور سامان دے کر انھیں یہ باور کرا دیتے ہیں کہ انھیں ان کا حصہ دے دیا گیا ہے اور جب تقسیم وراثت کا وقت آتا ہے تو لڑکیوں کو یہ کہہ کر انھیں ان کے حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے کہ تمہاری شادی کے موقع پر جو رقم اور سامان دیا گیا تھا وہی تمہارا حصہ ہے، اب تمہیں کچھ نہیں دیا جائے گا یہ خواتین کے ساتھ بہت بڑی بے انصافی ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جہیز عموماً گھریلو ضرورت کی اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ بیٹوں کو اگر مکان، پلاٹ، زمین، فیکٹری یا دکان وغیرہ دی گئی ہے تو کیا گھریلو اشیاء مالی حیثیت میں ان کے برابر ہو سکتی ہیں؟ اور ویسے بھی جہیز کے نام پر کتنی ہی کثیر رقم کیوں نہ دی جائے وہ وراثت کا نعم البدل نہیں ہو سکتی کیونکہ وراثت کا استحقاق تو مورث کی موت کے بعد ہوتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو اپنی زندگی میں جہیز میں پوری دنیا کی دولت بھی دے دے اور اس کے بعد اس بیٹی کا میراث میں ایک روپیہ بھی حق بنتا ہے تو وہ ایک روپیہ اس بیٹی کا حق ہے اور یہ اس کو دینا ہی پڑے گا لہٰذا جہیز کو وراثت کا نعم البدل قرار دینا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ جہیز اسلامی روایات کا حصہ نہیں بلکہ ہندو تہذیب و روایات کا حصہ ہے۔ ہندوؤں کے طرز عمل اور طریقے پر چل کر یہ سمجھنا کہ اسلامی طریقہ کار کے اصولوں پر بھی عمل ہو گیا۔ خام خیالی اور فریبِ نفس کے سوا کچھ نہیں اور اس پر ثواب کی امید ہرگز نہیں کی جا سکتی۔

پروفیسر ثریا بتول علوی اس تلخ حقیقت کے متعلق لکھتی ہیں:

> "عملاً عورت کا حق وراثت آج کل بعض مسلم معاشروں میں بری طرح پامال ہو رہا ہے خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے عورت کو شرعی حق وراثت سے محروم رکھنے کی وبا روز افزوں ہے۔ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ عورتوں کو جہیز میں جو کچھ دیا جاتا ہے وہ وراثت کا بدل ہی تو ہے۔ جب انھوں نے لمبے چوڑے جہیز لے لیے تو وراثت میں ان کا کچھ بھی حصہ باقی نہیں رہتا"(13)

ہمارے معاشرے میں یہ ظلم عظیم بہت دیدہ دلیری سے ہو رہا ہے کہ بہنوں اور بیٹیوں کو میراث سے محروم کر دیتے ہیں۔ اول تو بہنیں مروتاً اپنے حصے کا مطالبہ ہی نہیں کرتیں اور اگر کوئی ہمت کر کے مطالبہ کر بھی لے تو بھائی یہ کہہ دیتے ہیں کہ تمہاری شادی کے موقع پر جو جہیز تمہیں دیا گیا تھا وہی تمہارا حق تھا۔ اب تمہارا کوئی حصہ نہیں۔ حالانکہ زندگی میں باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے وہ تحفہ اور ہدیہ ہوتا ہے اس کا میراث سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ میراث تو انسان کے مرنے کے بعد جاری ہوتی ہے اور اس میں احکام الٰہی کے مطابق تمام ورثاء کا حصہ ہوتا ہے۔

ایک بری رسم یہ بھی ہے کہ غیر شادی شدہ بہنوں کو تو میراث میں حصہ دے دیتے ہیں، لیکن شادی شدہ بہنوں کو میراث میں حصہ نہیں دیا جاتا اور اگر وہ مطالبہ کریں تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ والد صاحب نے تمہاری شادی کے موقع پر تمہارا جو جہیز تیار کر کے دیا تھا اس سے تمہارا حق ادا ہو گیا۔ یہ سوچ بھی بالکل غلط ہے۔ اول تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم

میں لڑکیوں کا حصہ مقرر فرمایا ہے،اس میں غیر شادی شدہ ہونے کی کوئی قید نہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ زندگی میں باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے وہ ہدیہ اور تحفہ ہے،اس کا میراث سے کوئی تعلق نہیں۔ میراث تو وہ مال ہے جو انسان مرتے وقت چھوڑ کر جاتا ہے اور اس میں سارے ورثاء اپنے اپنے حصوں کے مطابق حقدار ہوتے ہیں،اس لیے زندگی میں کسی وارث کو کچھ مال دینے سے اس کا حصہ ختم نہیں ہوتا۔لہٰذا شادی شدہ بہنیں بھی اپنے حصہ کی حقدار ہیں۔[14]

بیٹیوں کو حق میراث نہ دینا یہ ایک ہندوانہ تصور ہے۔ہندوؤں کے ساتھ سالہا سال رہنے کی وجہ سے مسلمانوں نے بھی ان کی تہذیب کے اثرات کو قبول کر لیا اور ہندو تہذیب میں عورت کے لیے کوئی میراث نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کو قطعا زیب نہیں دیتا کہ وہ حیلوں، بہانوں سے بہنوں، بیٹیوں کو ان کے حق وراثت سے محروم کریں۔اسلام عورت کو وراثت کا حقدار قرار دیتا ہے جبکہ معاشرہ جبر کر کے ان کے حقوق کو سلب کر رہا ہے۔لوگ رواج نہیں چھوڑتے مگر احکام شریعت کی پرواہ نہیں کرتے۔ جہیز رواج ہے اس لیے اپنی ناک کا بھرم رکھنے کے لیے ضرور دیتے ہیں لیکن حق وراثت کی ادائیگی فرض ہونے کے باوجود ادا نہیں کرتے اور اس معاملے میں سستی و کاہلی سے کام لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

5۔لڑکیوں کا حق وراثت کے حصول کو معیوب سمجھنا

ہمارے ملک میں سالہا سال سے یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ مسلمان اپنی لڑکیوں کو ان کا حق وراثت نہیں دیتے اور یہ رواج اتنا راسخ اور مسلط ہو گیا ہے کہ لڑکیاں اس بات کو معیوب سمجھنے لگی ہیں کہ بہنیں اپنے بھائیوں سے اپنا حق میراث مانگیں اور اس نہ مانگنے کو شرم و حیا کا رتبہ دیا گیا ہے اور اسی رسمی حیا کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہنیں اپنا حصہ بھائیوں کو بخش دینا فرض عین سمجھتی ہیں۔ حالانکہ بہن کو بھی ترکے میں سے اپنے حصے کی شدید ضرورت ہوتی ہے لیکن وہ اپنی ضرورت پر اس رسمی شرافت کی لاج رکھنے کو ترجیح دیتی ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسے نا صرف لوگوں کے طعنوں اور لعنت و ملامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ ہمیشہ کے لیے اس پر میکے کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

بہنوں کا حصہ سلب کرنے کی ایک دوسری صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ بھائی بہن کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان کے حق میں اپنے حصے سے دستبردار ہو جائیں۔اس مقصد کے حصول کے لیے کبھی چھوٹے موٹے تحائف سے اس کی دلجوئی کرتے ہیں یا بسا اوقات تھوڑا بہت مالی معاوضہ دے دیتے ہیں جو جائیداد کے بدلے میں بہت کم ہوتا ہے۔ کبھی خوشامد کا ہتھیار استعمال کرتے ہیں تو کبھی غصہ اور خون کی گرمی دکھاتے ہیں کہ اگر تو نے اپنا حصہ نہ دیا تو پھر نہ تو میری بہن اور نہ میں تیرا بھائی،اس لیے اب ہمارے گھر میں قدم رکھنے کی ضرورت نہیں۔ بہنیں جب بھائیوں کا یہ رویہ دیکھتی ہیں تو چارو ناچار اپنے حصے سے دستبردار ہو جاتی ہیں کہ کہیں ہمارا میکے سے تعلق ختم نہ ہو جائے۔

یہ مسئلہ بڑا سنگین نوعیت اختیار کر چکا ہے عموماً بھائی بہنوں سے کہتے ہیں اگر تم ہم سے تعلق بر قرار رکھنا چاہتی ہو تو وراثت کا خیال دل سے نکال دو اور بہنیں یہ سوچ کر کہ ماں باپ تو پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں اب ہمارا میکہ تو صرف بھائیوں کے دم قدم ہی سے قائم ہے۔ اگر یہ بھی ناراض ہو گئے تو پھر ہم اپنے بھائیوں کی شکل دیکھنے سے بھی محروم رہ جائیں گی لہٰذا وہ کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے اپنی جائیداد کا حصہ تمھیں بخش دیا۔ حالانکہ جو حق وہ "بخوشی" بھائیوں کو بخش رہی ہوتی ہیں وہ خود اچھی طرح جانتی ہیں کہ یہ ان کی کتنی بڑی مجبوری ہے۔ چند خوفِ خدا رکھنے والے دین دار لوگوں کے علاوہ مسلمانوں کی اکثریت بہنوں کو وراثت کے حق سے محروم رکھ کر بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہی ہے۔ (15)

عموماً یہی ہوتا ہے کہ بہن اپنا حصہ برضا و رغبت نہیں دیتی بلکہ اس پر بھائی کا ڈر اور جبر مسلط ہوتا ہے اور ایسی صورت میں بہن کا اپنے حصے سے دستبردار ہونا اور اپنا حصہ ہبہ کر دینا شریعت میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وراثت ایک اضطراری ملک اور شرعی حق ہے اور شریعت میں ورثاء کو میراث میں جو حق ملتا ہے اس کے بارے میں فرمان الٰہی ہے کہ:

﴿نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾ (16)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہے۔

یعنی ایسا حصہ جس کا لینا اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس حق کو لینا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی منشا سے وارث پر فرض کیا ہے کسی انسان کے اختیار کو اس میں دخل نہیں ہے۔ لہٰذا کوئی وارث اپنے حق کو لینے سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی دوسرے وارث کو اس کے حق سے محروم کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ انسان کا ترکہ اس کی وفات کے بعد اس کی اولاد (بیٹے اور بیٹیاں) میں مشترک ہو جاتا ہے تو چونکہ بہنیں اس جائیداد میں شریک ہوتی ہیں اس لیے بھائی ان کی شراکت ختم کروانے کے لیے بہنوں کو مجبور کر کے ان سے اپنے حق میں بیان دلوا دیتے ہیں کہ ہم اپنے حصے سے اپنے بھائیوں کے حق میں دستبردار ہو رہی ہیں۔ حالانکہ زمین مشترک ہوتی ہے اور تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے بہنوں کا اس پر قبضہ نہیں ہوتا۔ جبکہ مشترک چیز کے ہبہ میں یہ بنیادی شرط ہے کہ پہلے اسے حصوں میں تقسیم کر کے اس پر باقاعدہ قبضہ کیا جائے اور قبضہ ملنے کے بعد اس میں تصرف کرنے اور منفعت حاصل کرنے پر بھی قادر ہو، اس کے بعد کوئی اپنے حصے کو ہبہ کرے تو جائز ہو گا لہٰذا اگر کوئی مشترک زمین کو بغیر تقسیم کیے اور بغیر قبضہ لیے کسی اور کو اپنا حصہ لکھ دے یا دے دینے کا اقرار کرے تو ایسا ہبہ باطل ہے اور اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

"میراث میں تو ایسی گڑبڑ ہو رہی ہے کہ خدا کی پناہ جس کے ہاتھ جو آ گیا وہ اس نے دبا لیا حتیٰ کہ ایک بھائی دوسرے کو میراث دینا نہیں چاہتا حالانکہ میراث کا مسئلہ ایسا نازک ہے کہ ایک بزرگ اپنے دوست کی عیادت کو گئے جب ان کا انتقال ہو گیا تو آپ نے فوراً چراغ گل کر دیا اور فرمایا کہ اب اس

چراغ میں وارثین کا تیل ہے اور سب سے اجازت دشوار ہے۔ آج یہ حالت ہے کہ اللہ واسطے دینے میں بھی احتیاط نہیں کہ جہاں کوئی مرا فوراً اس کے کپڑے مسجد یا مدرسے میں بھیج دیے۔ حالانکہ جس وقت تک تقسیم نہ ہو جائیں اس وقت تک یہ مشترک میں تصرف ہے جو بدون سب کے اذن اور طیب خاطر کے جائز نہیں ہے"(17)

خواتین کی محرومی کا ایک سبب یہ ہے کہ عام طور پر متوفی کے اثاثے مرحوم کے مرد ورثاء کی نگرانی اور قبضے میں ہوتے ہیں اور خواتین ورثاء کو ان اثاثوں کے وجود یا جگہ کا پتہ نہیں ہوتا۔ اثاثے عموماً بغیر کسی عدالتی کاروائی کی طرف رجوع کیے تقسیم کر لیے جاتے ہیں۔ جب ورثاء میں جھگڑے اٹھتے ہیں تو اہتمام ترکہ کی نالش دائر کی جاسکتی ہے لیکن اثاثوں سے ناواقفیت، اسٹامپ ڈیوٹی، مقدمہ بازی کے خرچ اور طوالت اور جو عدالت تک جانے سے عورت پر انگلیاں سی اٹھنے لگتی ہیں اس کی وجہ سے بھی خاتون کو جسے حصے سے محروم رکھا گیا ہے عدالت تک جانے سے باز رکھتے ہیں۔(18)

کچھ عرصہ قبل سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان جسٹس ایس خواجہ نے وراثت کے ایک کیس میں درج ذیل ریمارکس دیئے ہیں کہ:

"ہمارے معاشرے کی روایت بنتی جارہی ہے کہ بہنوں، بیٹیوں کو وراثت میں سے کچھ بھی نہیں دیا جاتا بلکہ انہیں ڈرا دھمکا کر وراثت میں سے کچھ بھی نہ لینے پر قائل کر لیا جاتا ہے۔ زمینوں اور جائیدادوں سے پیار کرنے والے بعض اوقات سگی بہنوں اور بیٹیوں کے وجود تک سے انکاری ہو جاتے ہیں"(19)

اسلامی قانون وراثت کی رو سے وراثت ایک ایسا مالی حق ہے جو لازمی طور پر وارث کی ملکیت میں آجاتا ہے جو اسے ہر صورت لینا ہے۔ جو غلبہ تہذیب اور رسم ورواج کی وجہ سے نہ تو معاف کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی جبراً معاف کروانے کا حق رکھتا ہے۔ ایسا کرنا ظلم وتعدی ہے۔

6۔ بیوہ کا دوسری شادی کرنا

آج کل خواتین کو حق وراثت سے محروم کرنے کا ایک عام رواج معاشرے میں پھیل گیا ہے جس کی ایک صورت یہ ہے کہ بیوہ کو دوسری شادی کرنے کی وجہ سے اس کے حصے سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ جو کہ سراسر ظلم وناانصافی اور حکم الٰہی کی صریح نافرمانی ہے کیونکہ جو عورت شوہر کی وفات کے وقت اس کے نکاح یا اس کی عدت میں ہو وہ اپنے شوہر کی وارث ہے، پھر اگر وہ عدت پوری ہونے کے بعد دوسری جگہ شادی کر لے تو اس کا حق وراثت قائم رہتا ہے۔

مولانا محمد اشرف علی تھانوی تحریر کرتے ہیں:

"ہمیں سخت تعجب آتا ہے اور لوگوں پر کہ جب کوئی بیوہ عورت نکاح کر لیتی ہے تو جس کی وہ مالک ہوتی ہے ورثاء اس سے لے لیتے ہیں حالانکہ ازروئے قانون شرع اسلام وہ اختیار رکھتی ہے کہ نکاح کرنے کے وقت وہ اپنا حصہ بیچ ڈالے یا اپنے پاس رکھے اور قابض رہے"[20]

سید میاں اصغر حسین اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"نکاح ثانی کر لینے سے عورت اپنے شوہر کی میراث سے محروم نہیں ہوتی کیونکہ نکاح ثانی کوئی جرم نہیں جیسے پہلا نکاح جائز، مسنون وباعث ثواب ہے اسی طرح دوسرا ہے بلکہ پہلے سے بڑھ کر اس کا ثواب وفضیلت ہے پس جو لوگ نکاح ثانی کو عار اور جرم سمجھ کر اس کی وجہ سے عورتوں کو شوہر کی میراث سے محروم کر دیتے ہیں وہ نہایت عذاب کے مستحق اور اعلیٰ درجے کے گنہگار ہوتے ہیں بلکہ اصرار کرنے سے کفر کا اندیشہ ہے کیونکہ یہ رواج محض ہندوستان وغیرہ کے کفار کا ہے جنہوں نے عورتوں کو نکاح ثانی سے باز رکھنے اور روکنے کے لیے یہ سخت سزا یعنی محرومی میراث تجویز کی تھی۔ ایسے افعال اور اعتقاد شنیعہ سے توبہ کر کے اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔عورت حسب قاعدہ شرعی یکے بعد دیگرے جس قدر دل چاہے نکاح کرے اپنے وفات یافتہ شوہروں کے مال میں سے علاوہ مہر کے میراث کی پوری مستحق وحق دار ہوگی"[21]

اسلام نہ صرف عورت کو بیوی ہونے کی حیثیت سے میراث میں حصہ دار قرار دیتا ہے بلکہ اسے ایسی صورت میں بھی میراث سے حصہ دیتا ہے جبکہ وہ نکاح کے بعد بیوی کی حیثیت سے شوہر کے گھر میں بھی داخل نہیں ہوئی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو نکاح کرنے کے بعد مہر مقرر کرنے اور صحبت کرنے سے پہلے فوت ہو جائے۔

((أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى مَاتَ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا، لَا وَكْسَ، وَلَا شَطَطَ، وَعَلَيْهَا العِدَّةُ، وَلَهَا المِيرَاثُ، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الأَشْجَعِيُّ، فَقَالَ: «قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنَّا مِثْلَ الَّذِي قَضَيْتَ»))[22]

ترجمہ:ان سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی لیکن اس نے نہ اس کا مہر

مقرر کیا اور نہ اس سے صحبت کی یہاں تک کہ وہ مر گیا، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اس عورت کے لیے اپنے خاندان

کی عورتوں کے جیسا مہر ہو گا، نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ۔ اسے عدت بھی گزارنی ہو گی اور میراث میں بھی اس کا حق ہو گا تو معقل بن سنان اشجعی نے کھڑے ہو کر کہا: بروع بنت واشق جو ہمارے قبیلے کی عورت تھی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا جیسا آپ نے کیا ہے۔

مولانا شوکت علی قاسمی لکھتے ہیں کہ:

"اگر کسی عورت نے اپنے پہلے خاوند کے مر جانے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تو یہ دوسرا نکاح اس کو اپنے پہلے خاوند کے حق وراثت سے نہیں روک سکے گا بلکہ وہ وارث ہو جائے گی۔ اور اگر ایک مرد اور عورت کے درمیان نکاح شرعی ہو گیا مگر ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی تو ان دونوں کے درمیان وراثت جاری ہو جائے گی"[23]

بعض خاندانوں میں یہ رواج بھی ہے کہ جو عورت شوہر کے قبیلے سے نہ ہو اسے میراث نہیں دیتے۔ یہ بھی بہت بڑا ظلم اور جہالت ہے۔ بیوہ ہر حال میں اپنے خاوند کے ترکے میں وراثت کی حقدار ہے چاہے وہ خاوند کے خاندان اور قبیلے میں سے ہو یا کسی اور خاندان یا قبیلے سے تعلق رکھتی ہو۔ ایک اور ظلم جو ہمارے معاشرے میں روا رکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ باپ کی دوسری بیوی کو بھی اس کا حق وراثت نہیں دیا جاتا حالانکہ جب باپ کا ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے تو اس میں اس کی ہر بیوی کا حصہ ہوتا ہے۔ اس کا سوتیلی ماں ہونا تو اولاد کے اعتبار سے ہوتا ہے لیکن شوہر کے اعتبار سے وہ متوفٰی کی بیوی ہوتی ہے اور بیوی کا وراثت میں حصہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ لہذا سوتیلی ماں بھی بچوں کی حقیقی ماں کی طرح وراثت کی حقدار ہوتی ہے۔ اس لیے اسے اس کے حصے سے محروم کرنا صریح ظلم اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کے مترادف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾[24]

ترجمہ: اور ان کے لیے تمہارے ترکے میں سے چوتھا حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔ اگر تمہاری اولاد ہو تو انہیں تمہارے ترکے میں سے آٹھواں حصہ ملے گا۔

بعض لوگ بیوی کو اس کے حق وراثت سے محروم رکھنے کے لیے اسے حالت مرض میں طلاق دے دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی ناانصافی اور ظلم ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگیوں سے ہمیں مثالیں ملتی ہیں کہ حالتِ مرض میں دی ہوئی طلاق میں انہوں نے مطلقہ بیوی کو حق میراث دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مکمل کی عورت کو وراثت کا حق دیا تھا حالانکہ انہوں نے انھیں بیماری کی حالت میں طلاق دی تھی۔[25]

ایک اور واقعہ امام شعرانیؒ نے تحریر کیا ہے:

"حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی نے آپ سے طلاق مانگی تھی تو انھوں نے انہیں اپنی بیماری کی حالت میں مغلظہ طلاق دے دی یا (فرمایا) ایک ایسی طلاق دے دی جو (تینوں میں سے) بچ گئی تھی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں عدت گزرنے پر ان کے شوہر کا وارث بنایا"[26]

قصہ مختصر قرآن مجید میں تقسیم وراثت کے واضح احکامات اور حصہ داروں کی حق تلفی پر سخت وعید وارد ہونے کے باوجود آج ہمارے معاشرے میں اس گناہِ عظیم کا ارتکاب عام ہو گیا ہے۔ لوگوں نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے جو جس کے جی میں سما جائے، کر گزرتا ہے۔ احکام شریعت کا کچھ لحاظ ہی نہیں۔ ان کی حالت تو اس فرمان الٰہی کے مصداق ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ﴾[27]

ترجمہ: کیا آپ نے شخص کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ایسے لوگوں کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے:

"لوگوں نے عقل کا چراغ بجھا دیا ہے جو کسی قوی سے قوی دلیل کو ماننے کے لیے بھی تیار نہیں، جو حق کے نور کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں، جو محض اپنی خواہش نفس کے عبادت گزار ہیں، ان کا نفس ہی ان کا خدا ہے، جدھر وہ چاہتا ہے ادھر انھیں وہ ہانک کر لے جاتا ہے، وہ اسی کی پوجا کرنے میں مگن ہیں"[28]

یہی حقیقت آج ہمارے معاشرے میں دکھائی دیتی ہے۔ اپنی خواہشاتِ نفس کو پورا کرنے کے لیے مسلمانوں نے احکام الٰہی کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ خواتین کی بہت قلیل تعداد ایسی ہے جہاں جائیداد ان کے نام کی گئی ہے۔ اگر کہیں عورت کے نام جائیداد دکھائی دیتی بھی ہے تو اس کے پس پردہ کچھ اور عوامل اور مقاصد ہوتے ہیں۔ کبھی ٹیکس سے بچنے کے

لیے، کبھی کسی دھوکہ دہی کو چھپانے کے لیے جائیداد گھر کی عورتوں کے نام کر دی جاتی ہے لیکن یہ بھی صرف کاغذی دستاویزات کی حد تک کیا جاتا ہے۔اس جائیداد پر عورت کا کوئی اختیار اور تصرف نہیں ہوتا۔

"اکثر رشتوں کے نام پر عورتوں کو بلیک میل کیا جاتا ہے۔اگر کوئی عورت اپنی جائیداد کا حصہ لینے کا اعلان کر دے تو اکثر اس سے قطع تعلق کر لیا جاتا ہے۔جائیداد حاصل کرنے کا مطالبہ بھی عورت کی طرف سے نہیں بلکہ اس کے سسرالی رشتہ داروں کی طرف سے دباؤ کی وجہ سے ہوتا ہے عموماً جائیداد کی خرید و فروخت اور منتقلی میں عورت کا عملی دخل نظر نہیں آتا۔اگر کسی عورت کو جائیداد میں کافی زیادہ حصہ ملتا ہے تو شادی کی صورت میں شوہر اس پر قابض ہو جاتا ہے"(29)

غرضیکہ خواتین کو ان کے حق میراث سے محروم رکھنے کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز ہتھکنڈے اور حیلے استعمال کیے جاتے ہیں۔جو لوگ بیٹیوں اور بہنوں کو ان کا شرعی حق نہیں دیتے۔وہ آخرت کے وبال اور عذاب کو خود دعوت دے رہے ہیں۔خواتین کا حق وراثت زور زبردستی سے دبانے والا گنہگار اور اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اور اس نافرمانی اور ظلم کا خمیازہ اسے آخرت میں بھگتنا ہو گا کیونکہ کسی کا حق کھانا حرام ہے۔جو لوگ سود، چوری، رشوت اور جھوٹ سے بچتے ہیں، بد قسمتی سے وہ بھی جائیداد کی تقسیم میں صرفِ نظر یا کوتاہی کے مرتکب نظر آتے ہیں۔دنیادار تو ایک طرف، بڑے بڑے دیندار بھی خواتین کو ترکے میں سے ان کا شرعی حصہ دینے میں کنی کترانے سے باز نہیں آتے۔ تقسیم میراث میں کوتاہیاں اس قدر عام ہو چکی ہیں کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو طاقتور ورثاء "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے مصداق بندربانٹ کر لیتے ہیں۔

صد حیف کہ عہد حاضر کے مسلمانوں نے خواتین کو ان کے حق میراث سے محروم کر کے آج کی مسلم عورت کو احساس کمتری اور عدم تحفظ کی اسی دلدل میں پھینک دیا ہے۔قرآن کریم میں نص قطعی کے ذریعے عورت کا حصہ مقرر ہونے کے باوجود آج کا مسلمان عورت کو اس کے حق وراثت سے محروم رکھنے کی بھیانک جسارت کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے گویا وہ دنیاوی مفاد کے حصول کے لیے آخرت کی ابدی سزا کو فراموش کر بیٹھا ہے اور بخوشی اس دائمی ذلت و رسوائی کو گلے سے لگانے پر آمادہ ہے۔ جس کا سبب اسلام سے دوری، قرآن وحدیث اور علم المیراث سے ناواقفیت، حرص وہوس، جذبات سے کھیلنا، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ رکھنا اور سب سے بڑھ کر لوگوں میں خوفِ خداوندی کا فقدان ہے۔

حوالہ جات

---

1 ۔ النساء:4/33

2 ۔ النساء:4/58

3 ۔ النساء:4/11

4 ۔ پاکستانی عورت کے معاشی مسائل و کردار، حاجرہ مدنی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 2010ء:113

5 ۔ الفجر:89/19۔20

6 ۔ ضیاءالقرآن،، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ص:5/559۔560

7 ۔ صحیح ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، كِتَابُ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ، باب ذكر الزجرعن اكل مال اليتيم،
حدیث: 5565، ص:12/376

8 ۔ النساء، 4/11

9 ۔ تفہیم القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ص:1/328

10 ۔ مفید الوارثین، سید میاں اصغر حسین، مکتبۃ العلم، اردو بازار، لاہور، پاکستان، ص:31

11 ۔ مسلمان عورت اور یورپی ساز شیں میڈیا سروسز، ڈاکٹر امیر فیاض، مینگورہ، سوات، 2005ء، ص:19

12 ۔ جدید تحریک نسواں اور اسلام، ثریا بتول علوی، ادارہ مطبوعات خواتین، لاہور، اشاعت اول، 1998ء، ص:305

13 ۔ جدید تحریک نسواں اور اسلام، ص:304

14 ۔ میراث کی تقسیم میں کوتاہی کرنا، مولانا مفتی عبد الروف سکھروی، مطبوعہ: ماہنامہ البلاغ، مجلس احرارِ اسلام پاکستان، اکتوبر
2017ء

15 ۔ جدید تحریکِ نسواں اور اسلام، ص:305

16 ۔ النساء:4/7

17 ۔ دعوات عبدیت، مولانا محمد اشرف علی تھانوی، مکتبہ تھانوی، ایم-اے جناح روڈ، کراچی، ص:4/210

18 ۔ پاکستانی عورت کی سماجی و قانونی حیثیت، رشیدہ پٹیل، کل پاکستان انجمن
خواتین، (اپواء) کراچی، 1981ء، ص:270۔271

19 ۔ نظام وراثت اور خواتین کی حق تلفی صدائے تکبیر، کالم نگار: پروفیسر مسعود اختر ہزاروی، اسٹاف رپورٹر، روزنامہ جنگ، 28
اکتوبر 2017ء

20 ۔ احکام اسلام عقل کی نظر میں، مولانا محمد اشرف علی تھانوی، مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی
، کراچی، نومبر، 2009ء، ص:253

21 ۔ مفید الوارثین، ص:76

22 ۔ سنن ترمذی، محمد بن عیسیٰ الترمذی، کتاب النِّكَاحِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ المَرْأَةَ فَيَمُوتُ...،
حدیث:1145، ص:3/442

23 ۔ اسلام کا قانون وراثت، مولانا شوکت علی قاسمی، ادارہ فرقان، صوابی، ص:33

24 ۔ النساء:44/12

25 ۔ کشف الغمہ، ابی المواہب عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی، مترجم: شاہ محمد چشتی، ادارہ پیغام القرآن، اردو بازار، لاہور، نومبر، 2008ء، ص:2/128

26 ۔ ایضاً

27 ۔ الفرقان:25/43

28 ۔ ضیاء القرآن، ص:3/366

29 ۔ عورت کا المیہ، فاخرہ تحریم، ادارہ تخلیقات، لاہور، 1999ء، ص:136